

تدوین فتاویٰ عہد بہ عہد

مولانا قاضی اطہر مبارک پوری

عربی زبان و لغت کے بہت سے الفاظ اسلامی دور میں اپنے قدیم اور اصلی معنی و مفہوم کے بجائے اسلامی مفہوم و معنی میں استعمال کئے جانے لگے اور ان کی حیثیت اسلامی اصطلاح کی ہو گئی۔ صلوٰۃ، صیام، زکوٰۃ، حج وغیرہ اس قبیل سے ہیں، اسی طرح لفظ ”فنی“ اپنے قدیم معنی میں (باب سمع ہے) نوجوانی، کریم النفس اور نجات و سخاوت کے معنی میں تھا، مگر اسلام میں دینی معلومات حاصل کرنے کرانے کے لئے بولا جانے لگا، ”استفتاء“ سوال کرنے اور ”افتاء“ جواب دینے کے لئے بطور اصطلاح کے مستعمل ہوا۔ قرآن کریم کی ایک آیت میں یہ دونوں الفاظ آئے ہیں:

﴿يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾

”لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں (استفتاء کرتے ہیں) آپ فرمادیں کہ اللہ تم کو کلالہ کے بارے میں

حکم دیتا ہے۔“ (فتویٰ دیتا ہے)..... (سورہ نساء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع بہ موقع یہ دونوں الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ (اپنے دل سے فتویٰ معلوم کرو)، (اگرچہ کوئی شخص اور لوگ تم کو فتویٰ دیں) وغیرہ۔

دینی امور میں استفتاء اور سوال کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾..... ”تم لوگ اہل علم سے پوچھو، اگر تم نہیں جانتے ہو۔“

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی دینی امر میں شک کرے تو اس کے بارے میں مجھ سے سوال کر لے۔ البتہ

غیر ضروری اور بے جا سوال کرنے سے شدت سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ جنگ و جدال اور تباہی کا

باعث ہے۔“

۱۱۔ ”دقائق المدارس“

فتویٰ اور خیر القرون:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الفقہاء والمفتیین تھے، آپ کی ذات اقدس فقہ و فتاویٰ میں مرجع تھی، نیز خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم فتویٰ دیا کرتے تھے، ان کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو لوگ کتاب و سنت کے ممتاز عالم تھے اور قراء کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے، وہ بھی بوقت ضرورت یہ خدمت انجام دیتے تھے، خاص طور سے یہ سات حضرات مشہور تھے: حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ امام ابن قیم کا قول ہے کہ ان حضرات میں سے ہر ایک کے فتاویٰ علیحدہ علیحدہ ضخیم جلدوں میں جمع کئے جاسکتے ہیں۔

ان سات اہل فقہ و فتویٰ سے تین حضرات کے تلامذہ و اصحاب نے ان کے فقہی مسلک کی نشر و اشاعت کی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے مکہ مکرمہ میں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ نے کوفہ میں اپنے اپنے شیخ کے فقہ و فتویٰ کو عام کیا۔ (تفصیل کے لئے یوسف بن عبدالبر اندلسیؒ کی کتاب جامع بیان العلم ج ۲ ص ۶۱، ۶۲ اور ابن قیمؒ کی کتاب اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۸ تا ۲۲ ملاحظہ ہو)۔

امام الفقہاء والمحدثین حضرت علی بن عبداللہ متوفی ۲۳۴ھ نے اس کی تفصیل اپنی کتاب میں یوں بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک فقہ و فتویٰ کے حامل تین حضرات تھے: عبداللہ بن مسعودؓ، زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن عباسؓ، ان ہی تینوں حضرات کے اصحاب و تلامذہ ان کے مسلک پر فتویٰ دیتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت اور فتویٰ پر یہ چھ حضرات عمل کرتے تھے:

علقمہ بن قیس، اسود بن یزید، مسروق بن اجدع، عبید سلمانی، حارث ابن قیس، عمرو بن شریک، رحمہم اللہ اور ان جملہ حضرات کے تلامذہ ابراہیم نخعی، عثمٰش، ابواسحاق سفیان ثوری، یحییٰ بن سعید القطان رحمہم اللہ نے اپنے اپنے شیخ کے مسلک کے مطابق فقہ و فتویٰ کی خدمت انجام دی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مسلک پر یہ حضرات فتویٰ دیتے تھے: عطاء بن ابی رباح، طاؤس بن کیسان، مجاہد بن جبیر، جابر بن زید، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، سعید بن جبیر، عمرو بن دینار، ابن جریج، سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فقہی مسلک پر فتویٰ دینے والے یہ بارہ حضرات تھے: سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قبیصہ بن زریب، خارجہ بن زید بن ثابت، سلیمان بن یسار، ابان بن عثمان بن عفان، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، سالم بن عبد اللہ بن عمر، ابوبکر بن عبد الرحمن، طلحہ بن عبد اللہ بن عوف، تافع بن جبیر بن مطعم رحمہم اللہ، یہ سب حضرات مدینہ منورہ کے اصحاب فقہ و فتویٰ تھے، ان کے بعد امام محمد بن شہاب زہری اس مسلک کے سب سے بڑے عالم تھے، ان کے بعد امام مالک اور ان کے بعد عبد الرحمن بن مہدی اس کے

امین وترجمان تھے۔

مذکورہ بالا فقہاء میں سے فقہاء سبعہ فتویٰ میں حجت کا درجہ رکھتے تھے اور حوادث و نوازل میں جب تک یہ حضرات متفقہ فتویٰ صادر نہیں کرتے تھے، ان کے بارے میں مدینہ کے قاضی اپنا فیصلہ صادر نہیں کرتے تھے، ایک شاعر نے ان کے نام یوں جمع کئے ہیں:

إذا قيل من في العلم سبعة أبحر روايتهم ليست عن العلم خارجة
فقل هم عبيد الله، عروة، قاسم سعيد، أبو بكر، سليمان، خارجة

مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور کوفہ کے اصحاب فقہ و فتویٰ کا یہ مختصر سا جائزہ ہے۔ (تفصیل کے لئے امام علی مدینی کی کتاب علل الحدیث و معرفۃ الرجال ص ۴۲ تا ۵۱ اور امام ابن قیم کی کتاب اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۳ تا ۲۴ ملاحظہ ہو)۔

اسی طرح بصرہ، شام، مصر، یمن، بغداد اور دوسرے اسلامی بلاد و امصار میں اصحاب فقہ و فتویٰ اپنے اپنے شیوخ و اساتذہ کے مسلک کے مطابق کتاب و سنت اور سنن ماضیہ کی روشنی میں فتویٰ کی خدمت انجام دیتے تھے۔

فتاویٰ کے جمع و تالیف کا سلسلہ کسی نہ کسی حد تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں شروع ہو گیا تھا، متعدد صحابہ نے آپ کی حیات میں احادیث کے صحیفے اور مجموعے لکھے، ان میں آپ کے احکام، امر، انوائی، مرضیات بھی تھے، جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا، یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوال (استفتاء) کے جواب میں جو باتیں بیان فرمائیں، وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ ہیں، بلکہ احادیث کا ذخیرہ زیادہ تر فتاویٰ نبویہ پر مشتمل ہے۔

فتویٰ اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ:..... اس کے بعد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے قضایا و فتاویٰ ان کے تلامذہ متنبین نے اپنے صحیفوں اور مجموعوں میں درج کئے، جن میں احادیث رسول کے ساتھ فتاویٰ اور قضایا بھی تھے، اس دور تک کے نوشتوں کا یہی حال تھا، پہلی صدی کے خاتمہ پر حضرت عمر بن عبد العزیزؓ (متوفی ۱۰۱ھ) نے احادیث اور سنن ماضیہ کے جمع و تدوین کی طرف خاص توجہ فرمائی اور تمام امراء و عمال کو لکھ کر اس کی تاکید کی، مدینہ منورہ کے امام محمد بن شہاب زہری (متوفی ۱۲۴ھ) کو اس کا ذمہ دار مقرر کیا، انہوں نے بوجہ احسن یہ خدمت انجام دی، اہی لئے کہا گیا ہے کہ علم اور حدیث کو سب سے پہلے امام زہری نے مدون کیا ہے، اس دور کی مدونات میں احادیث رسول کے ساتھ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے فتاویٰ بھی درج تھے، اس طرح پہلی صدی میں احادیث و آثار اور فتاویٰ غیر مرتب شکل میں جمع ہو گئے تھے۔

اس کے بعد دوسری صدی کے وسط تک عالم اسلام کے ہر مرکزی شہر میں ائمہ فقہ و فتویٰ اور محدثین نے کتابیں فقہی ترتیب پر لکھیں، مکہ مکرمہ میں ابن جریجؓ (متوفی ۱۵۰ھ) مدینہ منورہ میں محمد بن اسحاقؓ (متوفی ۱۵۱ھ) یا امام مالکؓ (متوفی ۱۷۹ھ) بصرہ میں ربیعؓ (متوفی ۱۶۰ھ) یا سعید بن ابی عروبہؓ (متوفی ۱۵۶ھ) یا حماد بن سلمہؓ (متوفی ۱۷۶ھ) کوفہ میں

سفارثوری متوفی (۱۶۱ھ) شام میں عبدالرحمان اوزاعی (متوفی ۱۵۶ھ) واسط میں یثیم بن بشر (متوفی ۱۸۸ھ) یمن میں معمر بن راشد (متوفی ۱۵۳ھ) رے میں جریر بن عبد الحمید (متوفی ۱۸۸ھ) خراسان میں عبداللہ ابن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) رحمہ اللہ نے اپنے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کتابیں لکھیں، جن میں احادیث و آثار اور صحابہ و تابعین کے قضایا و فتاویٰ بھی درج تھے۔

اس کے بعد تیسری صدی میں احادیث رسول اور صحابہ و تابعین کے فتاویٰ پر علیحدہ علیحدہ مستقل تصانیف کی ابتدا ہوئی اور فتاویٰ کو یا فقہی صنف کے طور پر جمع کئے گئے، ہمارے علم میں اس سلسلے میں نہایت مفید اور ضخیم کتاب اندلس کے امام قحی بن مخلد قرطبی (متوفی ۲۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کی، احمد بن یحییٰ فضی اندلسی نے ان کی تصانیف کے ذکر میں لکھا ہے:

”ان کی تصانیف میں صحابہ و تابعین وغیرہ کے فتاویٰ میں کتاب ”المصنف“ ہے، جس میں وہ مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق ابن ہمام اور مصنف سعید بن منصور وغیرہ سے بہت آگے ہیں اور اس میں بہت زیادہ علم جمع کیا ہے۔“ (بغیۃ الملتصم ص ۲۳۰ طبع میڈرڈ)

امام قحی بن مخلد کی اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل تھی اور ان کے تذکرہ نگاروں نے اس کا ذکر خاص طور سے کیا ہے، شمس الدین داؤدی مصری نے لکھا ہے:

”صحابہ و تابعین وغیرہ کے فتاویٰ میں ان کی تالیفات ہیں، جن میں وہ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ سے بہت آگے ہیں۔“ (طبقات المفسرین ص ۱۱۷)

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ ہمارے زمانے میں ضخیم جلدوں میں چھپ گئی ہیں، جن میں احادیث کے ساتھ فتاویٰ بھی ہیں، مگر قحی بن مخلد کی کتاب ان کے مقابلے میں صحابہ و تابعین وغیرہم کے فتاویٰ کا دائرۃ المعارف کا حکم رکھتی ہے، اس دور میں صحابہ و تابعین کے فتاویٰ دوسرے علماء نے بھی جمع کئے، خلیفہ مامون کے پڑپوتے امام ابو بکر محمد بن موسیٰ (متوفی سن ۵ھ) نے حضرت عبداللہ بن عباس کے فتاویٰ بیس جلدوں میں جمع کئے۔ علامہ ابن حزم اندلسی کا بیان ہے:

”مامون کی اولاد میں شافعی فقیہ و محدث محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن مامون ہیں، ان کا انتقال مصر میں ہوا اور ان کی مختلف تصنیفات ہیں، ان میں سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی فقہ میں کتاب ہے جس کو فقہی ابواب پر تقسیم کر کے بیس جلدوں میں لکھا ہے۔“ (جمرة انساب العرب ص ۲۴)

امام ابن قیم نے ابن حزم کے حوالے سے یوں کہا ہے:

”ابو بکر محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن امیر المومنین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کو بیس جلدوں میں

جمع کیا ہے، یہ ابو بکر علم دین اور حدیث میں ائمہ اسلام میں سے ہیں۔“ (اعلام الموقعین: ۹/۱)
 اور امام محمد بن نوح عجل (متوفی ۲۱۸ھ) نے امام ابن شہاب زہریؒ کے فتاویٰ فقہی ابواب پر تین ضخیم جلدوں میں مرتب کئے، ابن قیم کا بیان ہے:

”محمد بن نوح نے امام زہری کے فتاویٰ کو تین ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے۔“ (اعلام الموقعین: ۱۸/۱)

امام محمد بن نوح عجل خلق القرآن میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ساتھ قید کر کے خلیفہ مامون کے پاس مقام رقبہ میں بھیجے گئے، مگر راستہ ہی میں ان کا انتقال عین جوانی میں ہو گیا اور امام احمد نے ان کی تجہیز و تکفین فرمائی۔

مشہور امام لغت و ادب احمد بن فارس (متوفی ۳۹۵ھ) کی تصانیف میں ایک کتاب ”فتاویٰ فقہ العرب“ ہے، یہ معلوم نہ ہو سکا کہ فقہ العرب کس بزرگ کا لقب ہے، فتویٰ نویسی نے اس دور میں اور اس کے بعد کافی ترقی کی اور ائمہ فقہ و حدیث کے فتاویٰ ان کے تلامذہ اور متبعین نے جمع کئے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے اقوال و آراء اور فتاویٰ کے لکھنے کے سخت مخالف تھے، مگر ان کے شاگرد حنبل بن سندی نے دو جلدوں میں ان کے نادر فتاویٰ اور مسائل جمع کئے، ابو بکر خلیل (احمد بن محمد بن ہارون) متوفی ۳۲۱ھ نے پوری زندگی امام احمد رحمہ اللہ کے مسلک کے جمع و ترتیب میں بسر کی اور اپنی کتاب ”الجامع“ تقریباً بیس جلدوں میں لکھی، اسی طرح دوسرے اہل علم اور اہل فقہ و فتویٰ کے فتاویٰ مدون و مرتب ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ فقہاء و محدثین نے اپنے فتاویٰ خود مرتب کئے اور اس کا رواج عام ہوا۔

امام بغوی (ابو محمد حسین بن مسعود شافعی) متوفی ۵۱۶ھ نے اپنے فتاویٰ خود جمع کئے اور ان کی زندگی ہی میں قاضی حسین نے ان سے مزید فتاویٰ حاصل کر کے اس پر تعلق کی، یہ کتاب اہل علم میں بہت مشہور تھی۔

(طبقات المفسرین: ج ۱ ص ۱۵۸)

سلطان العلماء ابو محمد عزیز الدین بن عبدالعزیز سلجی (متوفی ۶۶۰ھ) نے اپنے فتاویٰ مرتب کئے، ان کی تصانیف میں ”کتاب الفتاویٰ المجموعہ“ اور ”الفتاویٰ الموصلیہ“ کے نام ہیں، امام تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی (متوفی ۷۶۶ھ) نے دو جلدوں میں اپنے فتاویٰ لکھے، جن میں ان کے بہت سے چھوٹے چھوٹے رسالے شامل تھے، جو خاص استفتاء کے جواب میں لکھے گئے تھے، امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے ”الحادی للفتاویٰ“ کے نام سے اپنے فتاویٰ کتابی شکل میں جمع کئے، ان میں بھی ان کے رسائل و کتب ہیں، یہ کتاب دو جلدوں میں چھپ گئی۔ ہے، کل صفحات ساڑھے گیارہ سو کے قریب ہیں۔

تاریخ غارت گری کے بعد علمائے اسلام نے علم دین کے احیاء و تجدید کی مہم شروع کی اور حدیث، فقہ، رجال، تاریخ، طبقات اور دوسرے علوم میں بے شمار کتابیں تصنیف کیں، اس زمانہ میں بہت سے صاحب تصانیف کثیرہ علماء و

محدثین پیدا ہوئے، جنہوں نے فتاویٰ کے جمع و تالیف کی شاندار خدمات انجام دیں اور شام، مصر، خراسان اور ماوراء النہر کے فقہاء نے خاص طور پر فقہ و فتویٰ میں کتابیں لکھیں، کتابوں کے شروع و حواشی لکھے، کشف الظنون اور ہدیۃ العارفین وغیرہ سے ان کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے۔

فتویٰ اور اراض ہند..... ہندوستان میں فتاویٰ کی تدوین و تالیف کی ابتداء کتب ہوئی؟ اس کی تعین نہیں ہو سکی، یہاں کا ابتدائی چار سو سالہ اسلامی دور عرب حکمرانوں کا تھا اور یہاں کے اہل علم کے تصنیفی و تدریسی کارناموں کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے، اس کے بعد غزنوی اور غوری دور میں علماء و مشائخ کی کثرت ہوئی اور ان کے دور میں فقہ اور معقولات کا زور رہا، ہمارے علم میں فتاویٰ نویسی کا سلسلہ غلجی دور سلطنت میں شروع ہوا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی (متوفی ۶۹۶ھ) کے دور میں دو عظیم فتاویٰ مدون ہوئے، ایک کتاب سلطان موصوف کے حکم سے ملا محمد عطاری نے ”فوائد فیروز شاہی“ کے نام سے فارسی زبان میں لکھی اور دوسری کتاب مولانا عالم بن علاء اندر پتی دہلوی نے عربی زبان میں ”زاد السفر“ کے نام سے تصنیف کی، سلطان کی خواہش تھی کہ یہ کتاب بھی اس کے نام سے منسوب ہو، مگر امیر تاتار خان سے خصوصی تعلق کی بناء پر مولانا نے اسی کے نام پر معنون کیا اور ”فتاویٰ تاتار خانہ“ کے نام سے مشہور ہوئی، جو فقہ حنفی کی عظیم کتاب ہے، حکومت ہند کے زیر اہتمام اس کی طباعت ہو رہی تھی اور تین ضخیم جلدیں شائع ہوئیں، غالباً پوری کتاب آٹھ جلدوں میں مکمل ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کی طباعت و اشاعت کا سامان مہیا کر دے۔

اس کے بعد بہت سے فتاویٰ فارسی اور عربی میں لکھے گئے، ”مجموعہ خانی“، امیر الفخ قلغ بہرام خان کے مولانا کمال الدین بن عبدالکریم ناگوری نے لکھی، ”خزانۃ الروایات“، قاضی جگنئی گجراتی نے تصنیف کی، مفتی ابوالفتح رکن الدین بن حساب الدین ناگوری نے ”فتاویٰ حمادیہ“ کے نام سے کتاب لکھی، قاضی ضیاء الدین عمر سنائی نے ”الفتاویٰ الضیائیہ“ کے نام سے اپنے فتاویٰ مرتب کئے اور قاضی نظام الدین گیلانی جو پوری نے سلطان ابراہیم شاہ شرقی والی جو پور کے نام سے ”فتاویٰ ابراہیم شاہی“ لکھی جس کو چلی نے کشف الظنون میں فتاویٰ قاضی خان کے مانند کباب کبیر من اذخر الکتاب لکھا اور یہ کہ مصنف نے ایک سو ساٹھ کتابوں سے اس کو جمع کیا ہے۔

ان کے علاوہ یہاں کے اصحاب فقہ و فتویٰ اور مشائخ نے بہت سی کتابیں فتاویٰ پر لکھیں، یہاں مثال کے طور پر چند کتابوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے، اس سلسلے میں سب سے عظیم خدمت سلطان محمد اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۸ھ) نے انجام دی ہے، سلطان موصوف نے اوائل سلطنت میں مولانا نظام الدین برہان پوری کی زیر امرانی ان چار حنفی علماء و فقہاء کو جمع کر کے فتاویٰ عالمگیر کو مرتب کرایا: قاضی محمد حسین جون پوری، شیخ حامد جو پوری، مخدوم علی اکبر حسینی اسعد اللہ خاں اور مفتی محمد اکرم لاہوری، نیز ان علماء و فقہاء کے تعاون کے لئے تقریباً بیس اہل علم رز رکئے گئے، یہی فتاویٰ عالمگیری عرب ممالک اور عالم اسلام میں فتاویٰ ہندیہ کے نام سے مشہور و مقبول اور

متداول ہے اور موجودہ دور میں اسلامی تحریکات و رجال کے نزدیک اسلامی قوانین کے سلسلے میں فتاویٰ ہندیہ کی افادیت و اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

اردو میں فتویٰ کی تاریخ:..... اردو زبان میں سب سے پہلے کس نے فتاویٰ جمع کئے؟ اس کی تعین نہیں ہو سکی، گزشتہ صدی تک فارسی زبان کا عام چلن تھا اور علماء عام طور سے اسی زبان میں کتابیں لکھتے تھے، اردو میں مذہبی کتابیں لکھنے کا سلسلہ حضرت شاہ عبدالقادر، حضرت شاہ رفیع الدین کے ترجمہ قرآن مجید اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید وغیرہ کی تصانیف سے شروع ہوا، اسی دور میں مولانا خرم علی بلہوری نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ”الدر المختار“ کا اردو میں ترجمہ ”غلیۃ الاوطار“ کے نام سے شروع کیا، مگر اس کی تکمیل سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا، نیز انہوں نے ”مشارق الانوار“ کا ترجمہ اور شرح اردو میں لکھی۔ ”نصیحۃ المسلمین“ ان کی مشہور کتاب ہے۔

مگر ان حضرات سے بہت پہلے اردو میں بعض تصانیف ملتی ہیں، جو خالص فقہ و فتویٰ کے موضوع پر ہیں، راقم کے کتب خانہ میں ”فقد الہمین“ کے نام سے اردو میں منظوم ۶۴ صفحہ کا ایک رسالہ ہے، پہلا ورق غائب ہے، اس لئے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا، یہ رسالہ ۲۳۳ سال پہلے ۱۱۸۲ھ میں لکھا گیا ہے، جیسا کہ مصنف نے کتاب کے خاتمہ پر لکھا ہے:

یقین فقہ الہمین کوں کر لی مختوم بحق دین پناہ و آل معصوم
صد و ہشتاد دو الف ہجرت بتاریخ مبارک گشت تمت
گیارہ سو برس اسی اوپر دو سنہ ہجری سین کئی تھی جب بناو
کتاب کے عنوانات فارسی میں ہیں اور مسائل اردو نظم میں ہیں، نمونہ ملاحظہ ہو:

در میان فرائض غسل گوید
فرائض غسل کے سب تین ہیں مان اگر باور نہیں تو دیکھ تبیان
اول لے منہ میں پانی غرغره کر بچھیں لے ناک میں پانی برادر
سیوم پانی بہانا سب بدن پر فرائض غسل کے کر دل میں ازبر
مصنف نے اس کتاب میں اپنے زمانہ کی بدعات و خرافات کا نہایت شدت سے رد کیا ہے، ”فقد الہمین“ کو مقبولیت حاصل ہوئی اور لوگوں نے اس کو نقل کیا اور پڑھا۔ پیش نظر نسخہ ۱۵ اشوال ۱۲۳۳ھ میں لکھا گیا ہے، عجب کیا ہے کہ یہ فقہ و فتویٰ میں اردو زبان میں پہلی کتاب ہو۔

